انسان اور نسل انسان کی تخلیق

قرآنِ مجید میں انسان کو اول مرتبہ مخاطب کر کے سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۱ میں یہ دعوت اور اطلاع دی گئی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ٢١

''اے لوگو! اپنے رب کی بندگی کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو تخلیق کیا تا کہ (امکان پیدا ہو جائے کہ) تم متقی بن سکو''۔

انسان کی تخلیق کی ابتدا کے متعلق بتایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (نفس واحدہ) سے پیدا کیا''

وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ (حوالہ النساء۔۱)

اور اسی جان سے اس کا جوڑا (زوجہ۔ بیوی) بنایا اور ان دونوں (کے باہمی اختلاط) سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے''۔

وَهُوَ ٱلَّذِيٓ أَنشَأَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ

''اور اسی نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا'' (حوالہ الانعام۔۹۸)

هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ إِلَيۡهَاۖ

''اسی نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس میں سکون پائے'' (حوالہ الاعراف۔۱۸۹)

خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا

''اس نے تمہیں ایک جان سے بنایا، بعد ازاں اس میں سے اس کا جوڑا (زوجہ) بنایا'' (حوالہ الزمر۔۶)

اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ انسان اول دن سے مکمل انسان ہی کے روپ میں تخلیق کیا گیا تھا۔ اور یہ کہ اس نے انسان کو اس وقت صاحب عزت و تکریم قرار دیا جب ابھی وجود میں بھی نہیں آیا تھا۔

وَإِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي خَٰلِقُۢ بَشَرٗا مِّن صَلۡصَٰلٖ مِّنۡ حَمَإٖ مَّسۡنُونٖ ٢٨

''اور جب آپ (ﷺ) کے رب نے فرشتوں سے کہا ''میں سڑے ہوئے گارے کی کھنکتی مٹی سے ایک بشر بنانے لگا ہوں'' (الحجر۔۲۸)

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَـٰٓئِكَةِ إِنِّى خَـٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ﴿٧١﴾

''جب آپ (ﷺ) کے رب نے فرشتوں سے کہا ''میں مٹی سے ایک بشر بنانے لگا ہوں'' (سورۃ صٓ۔۷۱)

صَلْصَـٰلٍ کا مادہ ''ص ل ص ل'' ہے اور لغت میں اس کے معنی یہ ہیں ''خالص گیلی مٹی جس میں ریت مل جائے اور پھر خشک ہونے پر اس میں سے آواز آنے لگ جائے''۔ جب اسے آگ میں پکا لیا جائے تو فَخَّار کہتے ہیں''۔ الفخار۔ مٹی کے برتنوں کے ٹھیکرے۔ اصل میں مٹکوں (ٹھلیوں) کو کہا جاتا ہے (راغب) جو اندر سے خالی ہوتے ہیں لیکن بولتے بڑے زور سے ہیں۔

خَلَقَ ٱلْإِنسَـٰنَ مِن صَلْصَـٰلٍ كَٱلْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ ''اس نے انسان کو ٹھیکری کی قسم کی مٹی سے بنایا'' (الرحمٰن۔۱۴)

طین کے معنی گیلی مٹی ہیں (تاج)۔ جناب راغب نے کہا ہے کہ پانی میں ملی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں خواہ اس سے پانی کا اثر زائل ہی کیوں نہ ہو جائے یعنی اگر وہ قدرے خشک ہو جائے تو بھی طین کہہ دیا جائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام طین سے پرندوں کی شکل کا ڈھانچہ تخلیق کرتے تھے اور پھر ان میں پھونکتے تھے تو اللہ کے اذن سے وہ پرندے بن جاتے تھے (حوالہ آلِ عمران۔۴۹ اور المائدہ۔۱۱۰)۔ خشک مٹی ذرات کی شکل میں ہوتی ہے اس لئے اس سے ڈھانچہ، پتلا نہیں بنتا جب تک ذرات کو آپس میں جوڑنے والا کوئی دوسرا مادہ استعمال میں نہ لایا جائے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ طین کے معنی پانی ملی ہوئی مٹی کے ہیں۔ اس اہم حقیقت کو یوں واضح فرمایا

وَجَعَلْنَا مِنَ ٱلْمَآءِ كُلَّ شَىْءٍ حَىٍّ ''اور ہم نے پانی میں سے ہر چیز کو حیات دی ہے'' (حوالہ الانبیاء۔۳۰)

وَهُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ مِنَ ٱلْمَآءِ بَشَرًا ''اور اسی اللہ نے پانی سے بشر بنایا'' (حوالہ الفرقان۔۵۴)

انسان کے مادہ تخلیق کے متعلق بتایا

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰٓ أَجَلًا

''وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، بعد ازاں تمہارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کر دی'' (حوالہ الانعام۔۲)

ٱلَّذِىٓ أَحْسَنَ كُلَّ شَىْءٍ خَلَقَهُۥ ۖ وَبَدَأَ خَلْقَ ٱلْإِنسَـٰنِ مِن طِينٍ ﴿٧﴾

''جس نے تمام کی تمام اشیاء (مادہ) کو احسن انداز میں تخلیق کیا۔ اور انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی سے کی'' (سورۃ السجدہ۔۳۲)

انسان سے قبل مادے کو وجود میں لایا گیا تھا اور پھر انسان کی تخلیق کی شروعات مٹی سے کی گئی۔

قرآنِ مجید میں اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے:

هُوَ ٱللَّهُ ٱلْخَٰلِقُ ٱلْبَارِئُ ٱلْمُصَوِّرُ

''وہ اللہ ہے، خالق، عناصر کو الگ کرنے والا ہے، شکل کو متعین کرنے والا ہے'' (حوالہ سورۃ الحشر۔۲۴)

اللہ رب العزت خالق ہے کہ عدم سے تمام شئے (مادہ) کو پیدا کرنے والا ہے۔ اللہ یکتا ہے کہ کوئی دوسرا عدم سے شئے کو تخلیق نہیں کر سکتا۔

ٱلْبَارِئُ کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عناصر کو الگ کرتا ہے۔ براء کے بنیادی معنی کسی چیز کا ان چیزوں سے الگ ہو جانا ہیں جو اس کی غیر ہوں۔ کسی شئے سے عناصر کو الگ کر کے ایک نئی شئے کو وجود دینا بھی تخلیق کہلاتا ہے۔ انسان کی ابتدائی تخلیق کے متعلق مزید بتایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ مِن سُلَٰلَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ''اور ہم نے انسان کو مٹی کے نچوڑ (جوہر) سے بنایا'' (المومنون۔۱۲)

سُلَٰلَةٍ کا مادہ ''س ل ل'' ہے۔ اس کے معنی کسی چیز کو نرمی اور سہولت کے ساتھ نکال لینا ہے۔ ابن فارس نے اس لفظ کے معنی میں نرمی اور سہولت کے ساتھ چپکے سے خفیہ طور پر نکال لینے کا اضافہ کیا ہے (شاید اس سے اخذ کیا)

قَدْ يَعْلَمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ''اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو چپکے چپکے سے کھسک کر نکل جاتے ہیں'' (حوالہ النور۔۶۳)۔ انسان کو جس مٹی سے تخلیق کیا گیا اس کی ماہیت، کیفیت کے متعلق مزید بتایا

إِنَّا خَلَقْنَٰهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ''ہم نے انہیں چپکنے (چمٹنے) والی مٹی سے بنایا ہے'' (حوالہ الصافات۔۱۱)۔

''لازب'' کے بنیادی معنی کسی چیز کے قائم اور ثابت رہنے، جمے رہنے اور ساتھ لگے رہنے کے ہوتے ہیں، جو کسی کے ساتھ جم جائے، اس سے چمٹ جائے۔ وہی مٹی چپکتی ہے جس میں نمی ہو۔ مٹی سے ڈھانچہ، پتلا جبھی بنے گا اگر اس میں نمی، پانی ہو۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق یوں بھی بتایا خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ''انہیں مٹی سے خلق کیا'' (حوالہ آل عمران۔۵۹) اور فرمایا

فَإِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن تُرَابٍ (اے لوگو! اگر دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے) ''تو (دیکھو) ہم نے تمہیں مٹی سے بنایا'' (حوالہ الحج۔۵) وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَآ أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ ﴿٢٠﴾

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے بنایا، بعد ازاں تم بشر ہو جو پھیل رہے ہو'' (سورۃ الروم۔۲۰)

'تراب' سے انسان کو تخلیق کرنے کی بات سورۃ الکہف کی ۳۷، سورۃ فاطر کی ۱۱ اور غافر کی آیت ۶۷ میں بھی بتائی گئی ہے۔

اس طرح واضح ہوتا ہے کہ جس طین، تراب سے انسان کی تخلیق کی ابتدا کی گئی اس کی ماہیت، کیفیت، خصوصیات، عناصر کی

تفصیل یہ تھی مِن سُلَٰلَةٍ مِّن طِينٍ ، طِينٍ لَّازِبٍ ، مِّن صَلۡصَٰلٍ مِّنۡ حَمَإٍ مَّسۡنُونٍ جن کے معنی اور مفہوم سورۃ الرحمٰن کی آیت ۱۴ کے یہ الفاظ واضح کرتے ہیں، صَلۡصَٰلٍ كَٱلۡفَخَّارِ 'خالص گیلی مٹی جس میں ریت مل جائے اور پھر خشک ہونے پر اس میں سے آواز آنے لگ جائے جب اسے آگ میں پکا لیا جائے تو فخار کہتے ہیں'' (''اندر سے خالی لیکن بولتے زور سے ہیں'' کا انداز سورۃ یٰس کی آیت ۷۸ سے واضح ہے جس میں فرمایا کہ ہماری مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کے بارے میں بھول جاتا ہے) تخلیق کے مادی عناصر سڑے ہوئے گارے کی مٹی ہیں جو سڑاند کو ظاہر کرتی ہے، فخار حرارت کو اور پانی نمی کو۔ حیات کی تخلیق کیلئے سڑاند، حرارت اور نمی تین بنیادی عناصر ہیں۔

قرآنِ مجید میں ''بشر'' صرف مذکر یعنی مردوں کیلئے استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی سے ''بشر'' (صرف مرد کا ڈھانچہ، پتلا) بنایا تھا۔ انسان اپنی تخلیق سے قبل کیا حیات کا حامل کوئی دوسری شئے (بقول ڈارون زدہ لوگوں کے جرثومہ، جانور) تھا؟ حیات عطا کئے جانے سے قبل ہم کیا تھے؟ بتایا

كَيۡفَ تَكۡفُرُونَ بِٱللَّهِ وَكُنتُمۡ أَمۡوَٰتًا فَأَحۡيَٰكُمۡۖ

''اللہ کا تم انکار کیسے کرسکتے ہو یہ جانتے ہوئے کہ تم أَمۡوَٰتًا (بے جان، کوئی شئے نہ) تھے پھر تمہیں حیات دی'' (البقرۃ۔۲۸)

وَقَدۡ خَلَقۡتُكَ مِن قَبۡلُ وَلَمۡ تَكُ شَيۡـًٔا

اللہ نے زکریا علیہ السلام کو بتایا کہ ''ہم نے اس سے قبل آپ کو بھی تخلیق کیا تھا جب آپ کوئی (قابل ذکر) شئے نہ تھے'' (حوالہ سورۃ مریم۔۹)

أَوَلَا يَذۡكُرُ ٱلۡإِنسَٰنُ أَنَّا خَلَقۡنَٰهُ مِن قَبۡلُ وَلَمۡ يَكُ شَيۡـًٔا ﴿٦٧﴾

''مگر کیا انسان یہ یاد نہیں رکھتا کہ ہم نے اسے پہلے بھی پیدا کیا حالانکہ وہ کوئی (زمان میں اس سے قبل قابل ذکر) شئے نہ تھا'' (مریم۔۶۷)

سورۃ الانسان (الدھر) کی آیت ۱ کے آخر میں ہے لَمۡ يَكُن شَيۡـًٔا مَّذۡكُورًا ٥ ''جب وہ (انسان) کوئی قابل ذکر شئے نہ تھا'' انسان اپنی تخلیق سے قبل جرثومہ، جانور نہیں بلکہ بے جان شئے تھا۔

خالق، کسی بھی شئے کو تخلیق کرنے والا (originator, manufacturer) اپنی تخلیق کردہ شئے (product) کو سب سے پہلے ایک نام دیتا ہے۔ شئے کو نام سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ خالق ایک وجود، شئے کو تخلیق کرنے لگا ہے، شئے وجود پانے پر بصارتوں کو نام سے متعارف ہوتی ہے۔ فرمایا مٹی سے جس وجود کو تمہاری بصارتوں کے سامنے لاؤں گا وہ ''بشر'' ہے۔ ''بشر'' وجود پذیر

ہونے پر (مٹی کی خصوصیت بھلے سے اپنے میں پنہاں رکھے مگر اب) مٹی نہیں کہلا سکتا کہ حقیقت میں مٹی نہیں ایک نیا وجود ہے، ایک نئی حقیقت ہے۔ مٹی بشر کا تعارف ہے بشر کی پہچان نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو یہ بتایا تھا إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن طِينٍ ''میں مٹی سے ایک بشر بنانے لگا ہوں''۔

مٹی سے بشر (ڈھانچہ، پتلا، سانچا) بنا لینے کے بعد پہلے انسان کی تخلیق کے اگلے مراحل سورۃ الحجر کی ۲۹ اور سورۃ 'صٓ' کی آیت ۷۲ میں بیان ہوئے اور ان دونوں مقام پر الفاظ من وعن ایک جیسے ہیں

فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِى فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ ﴿٢٩﴾ (الحجر۔۲۹)

فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِى فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ ﴿٧٢﴾ (سورۃ صٓ۔۷۲)

''تو جب میں اس بشر کو سنوار لوں اور اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونک دوں تو پھر اس سبب سے تم اس (آدم) کیلئے سجدہ بجالانا''

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے یہ نہیں کہا تھا کہ مٹی سے تخلیق کردہ بشر کو سجدہ بجالانا۔ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ ''پھر جب میں اس بشر کو سنوار لوں وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِى اور اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونک دوں فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ تو پھر اس سبب سے تم اس (آدم) کیلئے سجدہ بجالانا''۔ عربی زبان کا حرف ''ف'' یہ مفہوم پیدا کرتا ہے (۱) ترتیب کے لئے یعنی یہ ہوا۔ پھر یہ ہوا۔ پھر یہ ہوا (۲) تعقیب کے لئے یعنی ایک واقعہ کے بعد جتنی مدت میں دوسرا واقعہ ہوتا ہو وہ اس مدت میں ہو جائے تو اس کا اظہار بھی 'ف' سے کرتے ہیں، (۳) ایک واقعہ کا دوسرے واقعہ یا بات کے لئے سبب بن جانا (۴) واو عاطفہ (اور) کے معنوں میں''۔ ان معنی اور مفہوم سے واضح ہے کہ جب 'ف' استعمال ہوگا تو بعد میں بیان ہونے والا واقعہ قبل والے واقعہ کا تسلسل یا قدرتی نتیجہ ہوگا۔

اللہ نے مٹی سے ایک وجود، بشر کو تخلیق فرمایا۔ اور پھر اس بشر کو سنوارا اور اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونک دیا تو آدم وجود میں آیا جسے سجدہ (تعظیم) کرنے کا حکم دیا گیا۔ مٹی سے تراشے پتلے کو سجدہ نہیں کیا جاتا چاہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں بنا بشر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ رب العزت نے بشر کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ آدم کو سجدہ کرنے کا کہا تھا

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ

''اور جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کیلئے سجدہ (تعظیم) کرو'' (حوالہ البقرۃ۔۳۴، الاعراف۔۱۱، الاسراء۔۶۱، الکہف۔۵۰، طٰہٰ۔۱۱۶)

انسان جرثومے سے ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے جانور اور پھر جانور سے انسان کے مقام پر نہیں پہنچا بلکہ اول دن سے انسان کے طور پر ہی تخلیق کیا گیا۔ فرمایا

ٱلَّذِىٓ أَحۡسَنَ كُلَّ شَىۡءٍ خَلَقَهُۥ‌ۖ وَبَدَأَ خَلۡقَ ٱلۡإِنسَـٰنِ مِن طِينٍ ﴿٧﴾

’’جس نے تمام کی تمام اشیاء (مادہ) کو احسن انداز میں تخلیق کیا۔ اور انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی سے کی‘‘ (سورۃ السجدہ۔۳۲)

ابتدا مٹی سے اور سنوارنے کے عمل فَإِذَا سَوَّيۡتُهُۥ میں پانی کی شمولیت ہوئی وَهُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ مِنَ ٱلۡمَآءِ بَشَرً۬ا ’’اور اسی اللہ نے پانی سے بشر بنایا‘‘ اور اس کے بعد انسان، آدم یوں وجود میں آیا وَنَفَخۡتُ فِيهِ مِن رُّوحِى ’’اور اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونک دوں‘‘۔ سورۃ الطّور کی آیت ۳۵ انسان کو تخلیق سے قبل اسے ایک شئے کے طور پر ظاہر کرتی ہے۔ فرمایا أَمۡ خُلِقُواْ مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ ’’یا کیا وہ بغیر کسی شئے کے تخلیق ہو گئے ہیں؟ أَمۡ هُمُ ٱلۡخَـٰلِقُونَ یا کیا وہ خود ہی تخلیق کرنے والے ہیں؟‘‘۔ انسان غَيۡرِ شَىۡءٍ سے تخلیق نہیں کیا گیا بلکہ طین اور پانی کے ملاپ سے بنائے گئے ’’سانچے‘‘ یعنی بشر کو حیات عطا فرما کر آدم، نفس واحدہ کو وجود ملا۔

انسان جرثومے سے ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے جانور اور پھر جانور سے علم و فکر کے ذریعے انسان کے مقام پر پہنچ کر لائق سجدہ نہیں قرار پایا۔ انسان ملائکہ کیلئے اس لئے لائق سجدہ قرار نہیں دیا گیا تھا کہ وہ صاحب علم ہے۔ علم الاسماء عطا کئے جانے پر سجدہ بجا لانے کا حکم نہیں دیا گیا تھا بلکہ آدم کی تخلیق سے قبل حکم دیا گیا تھا کہ اس کے وجود پذیر ہونے پر اسے سجدہ بجا لانا ہے۔ انسان اول دن سے انسان کے طور پر ہی تخلیق کیا گیا۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے آدم کو وجود پذیر ہونے سے قبل ہی مکرم اور لائق سجدہ قرار دے دیا تھا۔